ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

شوکت صدیقی کے ناول "جانگلوس" میں جرائم کے اسباب و محرکات

THE CAUSES AND MOTIVES OF CRIMES IN SHOKAT SIDDIQI,S NOVEL´ JANGLOOS´

[1]Muhammad Sajjad, [2]Maqsood Ahmad, [3]Dr.Tahseen Bibi

ABSTRACT

Shokat Siddiqi is a well known Pakistani Urdu novel writer He holds a distinctive and prominent place in Urdu novel writings.His novels deals with the criminals activities .He has discussed the crimes took place by landlords as well as the common people.He has also highlighted the reasons and motives of crimes in his novels.His novel ´Jangloos´ presented the dark picture of landlord system.In Urdu novels the presentation of crimes and its reasons is itself a meaningful subject.In the present article´the reasons and motives of crimes in Shokat Siddiqi's Novel Jangloos´ has been discussed so that a new dimension of his art can be exposed to the readers.

Keywords:

Crime, Illegal allotments, Poverty, Rape, Kidnapping of women, Humen traffeking, landlord system.

شوکت صدیقی اردو ناول نگاری میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ ان کے ناول اردو ادب میں شاہکار کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان کے ناول خدا کی بستی، جانگلوس اور کمین گاہ زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ شوکت صدیقی اپنی تخلیقات میں معاشرے میں پنپتے ہوئے کریہہ اور مجرمانہ عناصر پر نوک قلم سے نشتر زنی کر کے انہیں بہہ جانے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ یہ معاشرے کے کونوں کھدروں سے مجرمانہ عناصر کو ڈھونڈ کر ان کا بھانڈا سر عام پھوڑتے ہیں۔

شوکت صدیقی کا ناول "جانگلوس" اردو ناول میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ناول ۱۹۸۷ء میں منظر عام پر آیا۔ اس ناول کو ٹیلی ویژن پر بھی پیش کیا گیا لیکن چند اقساط کے بعد اس کی پیشکش پر پابندی لگا دی گئی۔

[1]Ph.D.Scholar (Urdu),Qurtuba University of Science and Information Technology Peshawar.

[2]Lecturer University of Buner KPK

[3]Associate Professor (Urdu),Qurtuba University of Science and Information Technology Peshawar.

اگر یہ ناول ٹیلی ویژن پر دکھا دیا جاتا تو دیہی زندگی کے کتنے ہی ظالم اور سفاک ناخداؤں کے کریہہ، بھیانک اور مجرمانہ چہرے بے نقاب ہو جاتے۔"جانگلوس" میں مصنف نے جاگیرداروں، وڈیروں اور زمین داروں کے جرائم کی وہ تفصیلات پیش کی ہیں جن کو پڑھ کر انسانیت کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ناول میں ہر طرف زنا، چوری، قتل وغارت، رسہ گیری، اسمگلنگ اور قانون شکنی جیسے جرائم بکھرے پڑے ہیں۔ڈاکٹر ممتاز احمد خاں لکھتے ہیں کہ:

> "جانگلوس" دیہی انڈرورلڈ کا منظر نامہ ہے۔شاید یہ بات عجیب سی لگے لیکن جاگیردارانہ نظام بھی ایک نوع کا انڈرورلڈ یا جرائم کی دنیا ہے۔سب علم رکھتے ہیں کہ مزارعوں پر ظلم دیہی لوگوں کو اپنے قابو میں رکھنا، اغوا عورتوں کا استحصال، جاگیرداروں کی اپنی جیلیں، ان کا اپنا ظالمانہ انصاف کا نظام، معصوم و بے گناہ افراد کا قتل اور معصوم و بے گناہ نوکروں چاکروں کو جاگیرداروں اور زمین داروں کے بدلے قتل کے مقدمات میں ملوث کرادینا انہی لوگوں کا سیاست میں غلط روایات کو قائم کرنا سب جرائم کی ایک طویل فہرست ہے۔"(۱)

شوکت صدیقی نے ناول "جانگلوس" میں جرائم کے ساتھ ساتھ ان کے محرکات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ناول کی کہانی کا پلاٹ دو کرداروں لالی اور رحیم داد کو پیش آنے والے حالات وواقعات سے تعمیر کیا گیا ہے۔لالی اور رحیم داد چھوٹے چھوٹے جرائم کی پاداش میں جیل چلے جاتے ہیں۔یہ دونوں ایک رات موقع پا کر جیل سے بھاگ جاتے ہیں۔جیل سے بھاگنے کے بعد ان کا وقت مختلف جاگیرداروں اور زمینداروں کی تحویل میں کٹتا ہے جہاں سے ہمیں زمینداروں، جاگیروں اور وڈیروں کے جرائم کا پتہ چلتا ہے۔لالی اور رحیم داد کا جیل سے بھاگنا بھی قانون کی بے بسی کا منہ بولتا ہے۔جیل توڑنے کا سبب اور محرک خود قانون کے محافظ ہیں۔قانون کے محافظ لمبی تان کر سوئے ہوتے ہیں اور رحیم داد اور لالی بڑی ہوشیاری سے جیل سے بھاگ جاتے ہیں۔یہاں شوکت صدیقی نے قانون کے محافظوں کی بے بسی، مجرمانہ غفلت اور غیر ذمہ دارانہ رویوں پر خوب چوٹ کی ہے۔دوسری طرف سفر کے دوران اچانک رحیم داد کا سامنا ایک پولیس والے سے ہو جاتا ہے جو رشوت لے کر رحیم داد کو گرفتار نہیں کرتا۔گویا قانون کے رکھوالے ہی جرائم کے اسباب و محرکات پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

ملتان کا جاگیردار عارف سلدیرا جرائم پیشہ شخص ہے۔طاقت کا نشہ اس کے سر چڑھ کر بولتا ہے۔یہ اپنے علاقے کے چھوٹے موٹے زمین داروں کو ان کی زمین سے محروم کر کے اپنا مزارع بنا لیتا ہے۔اس کے جرائم کی وجہ پولیس کی سرپرستی ہے۔پولیس اس کی مٹھی میں ہے یہ جب چاہتا ہے انہیں دانہ ڈال کر آنکھیں بند کرنے کا حکم دے دیتا ہے۔یہ علاقے کے ایک چھوٹے زمین دار دلدار کی زمین چھین کر اس کو اپنا مزارع بنا لیتا ہے۔دلدار کے ساتھ کام کرنے والا اس کا سالا مزاحمت کرتا ہے تو اسے موت کے گھاٹ اتار کر اس کی لاش کو درخت سے لٹکا کر علاقے میں خوف وہراس اور دہشت پھیلائی جاتی ہے۔دلدار پولیس میں جاتا ہے لیکن کوئی بھی اس کی دادرسی نہیں کرتا۔

"تھانے جا کر تو نے پرچہ چاک کرایا ہوتا۔"

"وہ تو جی میں پہلے ہی کرا چکا تھا۔ پر تھانے دار تو اس رات عارف سلدیرا کے ساتھ حویلی میں
بیٹھا شراب پی رہا تھا اور ادریس کی لاش درخت سے لٹک رہی تھی۔ اس کے قاتل بھی نشہ
کر کے پنڈ میں بڑھکیں مارتے پھر رہے تھے۔ خوشی سے بانہیں لار لار کے بھنگڑا ڈال رہے
تھے۔"(۲)

شوکت صدیقی نے "جانگلوس" میں رسہ گیری اور چوری جیسے جرائم پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ رسہ گیری اور چوری کے محرکات و اسباب میں سب سے بڑا سبب وڈیرے، زمیندار اور جاگیر دار ہیں۔ ان لوگوں نے قانون کو مطلوب مجرموں کو اپنے ہاں پناہ دی ہوتی ہے۔ یہی لوگ ان وڈیروں کے لیے مویشی چوری کرتے ہیں۔ یہ وڈیرے اور جاگیر دار اپنے حریفوں کو نیچا دکھانے کے لیے ان کے مویشی اور مال و دولت چوری کرواتے ہیں۔ میاں داد بھی ایک ایسا ہی جاگیر دار ہے۔ یہ لوگوں کی کمزوریوں کو اپنے فائدے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ یہ نور دین نامی مزارع کی بیوی راجو کو اغوا کرتا ہے اور اس کی رہائی کے بدلے میں نور دین سے دس مویشی چوری کرواتا ہے۔ علاقے کا ایک اور زمین دار حاجی بھی مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث ہے۔ یہ دونوں راجو کو مفت کا مال سمجھتے ہوئے اس سے جسمانی تعلقات بھی قائم کرتے ہیں۔ حاجی اور میاں داد ایک دوسرے کو مجرمانہ سرگرمیوں میں تحفظ بھی فراہم کرتے ہیں تا کہ ان کا جرم چھپا رہے۔

"گل اصلی ایہہ ہے جی، دونوں ہی رسہ گیر ہیں۔" نور دین نے تلخی سے کہا۔ "دونوں چوری
کے ڈھور ڈنگر اٹھوا کر ایک دوسرے کے پاس بھیج دیتے ہیں۔ مانو پولیس چھاپا مارے بھی تو
راجو حویلی سے بر آمد نہ ہو۔"(۳)

شوکت صدیقی نے "جانگلوس" میں قتل جیسے جرم کو بھی خصوصیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ناول میں ہر طرف قتل و غارت جیسے بھیانک واقعات بکھرے پڑے ہیں۔ ناول کی ایک کردار شاداں اپنے آشنا بالے کو قتل کر کے گھر کے ایک کمرے میں دبا دیتی ہے۔ اس کے قتل کا سبب بالے کی بے وفائی اور شاداں کی محبت تھی۔ شاداں بالے کے لیے اپنا گھر بار چھوڑ آتی ہے لیکن بالا اسے چھوڑ کر دوسری عورتوں کے گرد منڈلانے لگتا ہے۔ جیل سے بھاگنے کے بعد رحیم داد اور لالی جیل کی وردیوں کو اپنے لیے خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ اپنی جان کو بچانے کے لیے رحیم داد ایک حکیم کو قتل کر کے اس کا لباس خود پہن لیتا ہے۔ رحیم داد کا اپنی جان بچانا حکیم کے قتل کا سبب بن جاتا ہے۔ گویا جب انسان کی جان پر بنی ہوتی ہے تو وہ قتل و غارت جیسے جرم میں بھی ملوث ہو جاتا ہے۔ رحیم داد کلیم کے کاغذات کے لالچ میں ایک مہاجر نور الٰہی کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ جاگیر دار میاں داد کا ایک ملازم بھولا اس سے غداری کر کے اس کے دشمنوں کے ساتھ مل جاتا ہے تو زمین دار اسے بھی قتل کروا دیتا ہے۔ گویا ایک اندھیر نگری ہے جہاں ہر سو قتل و غارت گری کا بازار سجا ہوا ہے۔ ڈاکٹر حنیف فوق لکھتے ہیں کہ:

"پاکستان میں جاگیر دارانہ معاشرہ اپنی خرابیوں اور زوال آمادگی کے باعث ختم نہیں
ہوا۔ بلکہ پیچ در پیچ حالات میں نئی ہیت، نئی تنظیم اور نئی قوت کے ساتھ ظاہر ہوا ہے۔ اس

نئی تنظیم، نئی قوت بلکہ نئی بے رحمی اور نئی دہشت گردی کو شوکت صدیقی نے جس قدر بیان کیا ہے اُس کی مثال اردو میں اور کہیں نہیں ملتی۔ ان کی حقیقت نگاری ایسی سفاک حقیقت نگاری بن جاتی ہے جو ماحول کی ناسازگاری کو انسان کی بد بختی سے آمیز کر دیتی ہے۔"(۴)

ناول کا ایک کردار زمیندار نواز علی کھوکھر ہے۔ یہ طاقت کے نشے میں چور بے نتھا بیل ہے۔ اس کے جرائم کے محرکات میں اس کا علاقے میں اثر و رسوخ، دولت کی ہوس اور مجرمانہ کرداروں کو تحفظ فراہم کرنا ہے۔ اس شخص نے کلر اٹھی زمینوں پر شورے کی بھٹیاں لگا رکھی ہیں جہاں پر کام کرنا موت کا سبب بنتا ہے۔ جو شخص اس کی زمینوں پر کام کرنے سے انکار کرتا ہے یہ اس کے بیوی بچوں اور جانوروں کو اٹھوا لیتا ہے۔ جو شخص بھاگنے کی کوشش کرتا ہے اسے سر عام گولی مار دی جاتی ہے۔ اپنے اثر و رسوخ کو قائم رکھنے کے لیے اس نے اپنی ذاتی جیل بھی بنا رکھی ہے۔ پولیس اس کی پشت پناہی کرتی ہے۔ اس کے جرائم کا سب سے بڑا محرک خود پولیس ہے۔

شوکت صدیقی نے "جانگلوس" میں زمینوں کی جعلی الاٹمنٹ جیسے جرائم کو بھی بے نقاب کیا ہے۔ اس جرم کے محرکات و اسباب میں سب سے بڑا سبب دولت کی ہوس اور قانون اور نظم و ضبط کا نہ ہونا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد لُوٹ مار کا ایک بازار گرم تھا۔ ہر شخص جعلی الاٹمنٹ کے چکر میں تھا۔ جہاں کوئی خالی زمین ملتی اس پر یا تو قبضہ کر لیا جاتا اور یا پھر رشوت کے زور پر اسے اپنے نام الاٹ کروا لیا جاتا۔ اس کام میں کلرک طبقہ کے ساتھ ساتھ اشرافیہ اور بیوروکریٹ بھی شامل تھے۔ ڈپٹی کمشنر صمدانی کے ایک دستخط سے کسی کو زمین الاٹ کر دی جاتی ہے تو کسی سے چھین لی جاتی ہے۔ ڈپٹی کمشنر صمدانی اپنی نفسانی ہوس کی تکمیل کے لیے ایک مہاجر نواب فخرو کی بیٹی گیتی آرا کے ساتھ رات گزارتا ہے اور اس کے بدلے میں نواب فخرو کو جعلی الاٹمنٹ دلوا دیتا ہے۔ بٹ صاحب ناول کے ایک ایسے کردار ہیں جو ساری عمر سیالکوٹ میں گزارتے ہیں لیکن قیام پاکستان کے بعد خود کو مہاجر ثابت کر کے زمین اپنے نام کروا لیتے ہیں۔ گویا حق دار مہاجر جوتیاں چٹخاتے رہتے ہیں اور تعلقات اور پیسے والے لوگ جعلی کلیموں کے ذریعے متروکہ جائیدادیں اپنے نام کروا لیتے ہیں۔ نواب فخرو کی بیوی کی زبانی قیام پاکستان کے فوراً بعد کی افراتفری اور لُوٹ مار کی صورت حال آشکار ہوتی ہے۔

"اے میں کہتی ہوں کس نے ایمانداری سے کلیم کیا ہے۔" بیگم نے جھنجھلا کر اپنے رد عمل کا اظہار کیا۔ "کس نے جعلی دستاویز نہیں بنوائیں؟ دور کیوں جاتے ہو، وہ تمہارے بٹ صاحب کہاں کے مہاجر ہیں۔ زندگی بھر سیالکوٹ میں رہے، اب مہاجر بن بیٹھے۔ لاہور میں ایک کوٹھی الاٹ کروالی۔ آج کل کوئی فیکٹری الاٹ کرانے کی کوشش میں لگے ہیں۔ خود ان کی بیوی نے بتایا ہے مجھے۔"(۵)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

رحمان شاہ موضع جھلن کا جاگیر دار ہے۔ یہ شخص قانون کے لیے کھلم کھلا چیلنج ہے۔ اس کے علاقے میں جس شخص کو بھی زمین الاٹ کی جاتی ہے یہ اس سے زمینیں چھین لیتا ہے۔ نور الٰہی کو جب اس کے علاقے میں زمین الاٹ کی جاتی ہے تو یہ اس کے خلاف کاروائیاں کر کے اسے بھاگ جانے پر مجبور کر دیتا ہے۔ یہ شخص علم کے وجود سے نالاں ہے۔ یہ اپنے علاقے میں سکول اور مسجد کے نام سے سخت عاجز ہے۔ یہ جانتا ہے کہ اگر لوگوں میں علم کے ذریعے شعور آگیا تو اس کی حکومت ختم ہو جائے گی۔

> "اس نے عدالت لگا رکھی تھی۔ باری باری ہر ایک کی پیشی ہو رہی تھی۔ میری پیشی ہوئی تو اس وقت اس کے سامنے موضع شیکھر کا ایک دکان دار سر جھکائے ملزموں کی طرح کھڑا تھا۔ مخدوم سید رحمان شاہ نے اس سے پوچھا۔ تو نے مسجد بنائی ہے۔ اس نے گردن ہلا کر ہامی بھری۔ مخدوم رحمان نے غصے سے آنکھیں نکال کر ڈانٹا۔ کیوں مسجد بنائی؟ اور اس کے بعد جواب دینے سے پہلے خود ہی بول پڑا۔ تیں نوں پتہ ہے حاکم کی اجازت کے بغیر رعایا کو مسجد بنانے کا حکم نہیں۔ رحمان شاہ نے اسے چھ مہینے کی سزا بھی دے دی۔ اس کے مسلح کرندے دکان دار کو پکڑ کر اسی وقت جیل میں ڈالنے لے گئے۔"(۶)

زر زن اور زمین دنیا کی وہ خرافات ہیں جو انسان کو انسانیت کی سطح سے گرا کر انسان نما بھیڑیا بنا دیتی ہیں۔ وڈیرہ حیات محمد وٹو کا تعلق بھی اسی قبیل کے انسان نما بھیڑیوں سے ہے۔ یہ دولت کے لالچ میں اپنے بھائی کو مار ڈالتا ہے۔ بیورو کریسی میں اپنے تعلقات کو بڑھانے کے لیے اپنی بیوی کو دوسروں کے بستر کی زینت بنا دیتا ہے۔ اس کا ایک نوکر دھیورا اس کے کتوں کا راتب کھا جاتا ہے تو یہ اس کی زبان کاٹ ڈالتا ہے۔ اس کا بھائی ریاض اپنی کوٹھی میں موجود سارے مرد ملازمین کو خصی کروا دیتا ہے تاکہ کوئی بھی ملازم اس کی بیوی کے ساتھ جسمانی تعلقات قائم کرنے کی غلطی نہ کر سکے۔ مراد خان شاہانی بھکر کے علاقے کا زمین دار ہے۔ اس نے اپنے شوق کی خاطر ڈاگ ہاؤس بنایا ہوا ہے۔ اگر مزارعین کا کوئی بچہ کسی کتے کا کھانا کھا جاتا ہے تو یہ اس بچے کو سب کے سامنے بھوکے کتوں کے سامنے ڈال دیتا ہے۔ پیراں دتہ بھی ایک جرائم پیشہ جاگیر دار ہے۔ اس نے اپنی حویلی میں سینکڑوں عورتوں کو اغوا کر کے رکھا ہوا ہے۔ یہ ان عورتوں کو پولیس، بیورو کریٹس اور اسمبلی ممبران کے سامنے چارے کی طرح استعمال کرتا ہے اور اپنے کام نکلواتا ہے۔ اس کے ہاں عورت کی وقعت جوتی سے زیادہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر خالد اشرف لکھتے ہیں کہ:

> "اصل مجرمین لالی اور رحیم داد نہیں ہیں بلکہ وہ صاحب اقتدار اور صاحب زر طبقہ ہے جو کھلے عام معاشی لوٹ کھسوٹ اور کمزور کا استحصال کرتا ہے۔ ان اعلیٰ مجرموں کے لیے پاکستان میں نہ کوئی طاقتور قانون ہے اور نہ جیل کی دیواریں۔ پنجاب کے ان بڑے زمین داروں اور جاگیر داروں کے آباؤ اجداد یا تو انگریزوں کے جاسوس اور نمک خوار ہیں یا پھر وہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

لوگ ہیں جنھوں نے نئی مملکت میں جعلی کلیموں کے ذریعے اور اپنے برسر اقتدار رشتہ داروں کی مدد سے چھوٹے کسانوں کی زمینیں چھین کر ان کو مزارع بننے پر مجبور کیا۔پاکستان کے جاگیردارانہ دیہی معاشرے میں اسی Landed Gentry کا تحکم و اقتدار چلتا ہے اور لالی اور رحیم داد جیسے مظلوم یا تو قتل ہو جاتے ہیں یا کوڑے کے ڈھیر پر ہی جاں بحق ہو جاتے ہیں۔"(۷)

غربت ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتی ہے۔غریب انسان سسک سسک کر زندگی بسر کرتا ہے۔غریب کی نہ ہی عزت محفوظ ہوتی ہے اور نہ ہی زندگی۔غریب شخص جاگیرداروں اور بااثر لوگوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ جاتا ہے۔ناول کا ایک کردار ارشاد مہاجر ہے۔اس کی ماں اور بہن ایک زمین دار کے ہاں کام کرنا شروع کرتی ہیں تو زمین دار اس کی بہن کی عزت لُوٹ لیتا ہے۔لڑکی خودکشی کر لیتی ہے تو زمین دار، ارشاد اور اس کی ماں کو بدنامی کے ڈر سے بستی سے نکال دیتا ہے۔

"ایک روز ماں کو پتہ چلا کہ سکینہ کے پیٹ میں بچہ ہے۔وہ سخت نراض ہوئی۔۔۔صبح دیکھا تو وہ غائب تھی۔بعد میں اس کی لاش نہر میں تیرتی ہوئی ملی۔"اسے کس نے کتل کر کے لاش نہر میں ڈال دی تھی۔؟""اسے کتل نہیں کیا گیا تھا۔اس نے نہر میں چھلانگ لگا کر خودکشی کی تھی۔ارشاد نے دل گرفتہ ہو کر گہری سانس بھری۔"زمین دار کو پتہ چلا تو اس نے ماں کو اپنے کمرے میں بلایا۔دو سو روپے دیے اور دھمکی دی کہ سکینہ کے بارے میں اگر کسی سے کچھ کہا تو تیرے پتر کی بھی جان جائے گی۔ماں ایسی ڈری کے مجھے ساتھ لے کر ایک رات شاہ پور جہانیاں سے نکل گئی۔"(۸)

انسان میں اچھائی اور برائی کی تمیز ودیعت کی گئی ہے۔اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ اچھائی کا راستہ اپنائے یا پھر برائی کے راستے کا مسافر بن جائے۔انسان کے اندر موجود نفسانی خواہش انسان کو کسی بھی لمحے راستے سے بھٹکا سکتی ہے شوکت صدیقی نے "جانگلوس" میں جاگیرداروں کے ساتھ ساتھ عام آدمی کے جرائم کا بھی ذکر کیا ہے۔عام آدمی کے ان جرائم کے ڈانڈے بھی کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی وڈیرے یا جاگیردار کے ساتھ جا ملتے ہیں۔پیر بخش ایک گورکن ہے جو قبریں کھود کر گزارا کرتا ہے۔اس کا ایک بیٹا سکندر اور بہو بختاور بھی اس کے ساتھ رہتے ہیں۔پیر بخش اپنی بہو بختاور کے ساتھ جسمانی تعلقات قائم کرنے جیسے جرم میں ملوث ہے۔یہ شخص رشتوں کے تقدس کو پامال کرتا ہے۔یہ بظاہر تو گورکن ہے لیکن حقیقت میں یہ ایک شخص کے ساتھ مل کر مُردوں کے پنجر چوری کرتا ہے۔پرائیویٹ کالجز اور ہسپتال اپنے طالب علموں کی ضروریات کے لیے ان لوگوں سے پنجر خریدتے ہیں۔ان کا ایجنٹ بشیر ایک پڑھا لکھا شخص ہے۔یہ جانتا ہے کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۷ کے مطابق قبروں کی بے حرمتی کرنا جرم ہے لیکن پیسے کا لالچ اسے اس کریہہ کام سے جوڑے رکھتا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

اگر اسپتال یہ دھندہ نہ کرتے تو اپنا دھندہ کیسے چلتا؟یوں سمجھ لے،اسپتالوں کے نام پر اپنا دھندہ بھی چل رہا ہے۔ہوتا یہ ہے کہ سرکاری اسپتال سے ۱۰ پنجر خریدے جاتے ہین تو جسٹروں میں ۴۰ بنا کر دکھائے جاتے ہیں۔جو کمی رہ جاتی ہے وہ ہماری سپلائی سے پوری ہو جاتی ہے۔"(۹)

مہر سلمان نامی شخص ایک جاگیر دار اور اعلیٰ عہدے دار ہے جس نے اپنی کوٹھی میں یورپین طرز کا ایک قحبہ خانہ نما کلب کھول رکھا ہے۔اس کلب کی رکنیت صرف سات جوڑوں کے پاس ہے۔ان سات جوڑوں میں اعلیٰ عہدے دار مہر سلمان اور اس کی بیوی راحیلہ،ڈپٹی کمشنر صمدانی اور اس کی بیوی نوشابہ،صنعت کار شیخ حمید اور اس کی بیوی مہ جبین،ریلوے آفیسر چوہدری محمد نواز بھنڈر اور اس کی بیوی فاخرہ،ایس پی مرزا ابوالحسن اور اس کی بیوی سائرہ،ڈاکٹر بٹ اور اس کی بیوی ماہ رخ اور مسعود اور اس کی بیوی امینہ شامل ہیں۔اس کلب میں ہر ماہ بعد ایک رات منائی جاتی ہے جسے "نائٹ آف دی گریٹ سپنس" کا نام دیا گیا ہے۔یہ لوگ یہاں پر اکٹھا ہو کر ایک دوسرے کی بیوی سے تعلقات قائم کرتے ہیں۔اس طرح ہر ماہ بعد عزت اور اخلاقیات کا جنازہ نکلتا ہے۔جس کمرے میں صمدانی کسی دوسرے کی بیوی سے محو آغوش ہوتا ہے اس کے ساتھ والے کمرے میں کوئی دوسرا اس کی بیوی کے جسمانی نشیب و فراز سے حظ اٹھاتا ہے۔لالی اور صمدانی کی بیوی نوشابہ کی گفتگو سے اس رات کی مصروفیات سے پردہ اٹھتا ہے۔

یہاں کوئی کسی کا شوہر اور کوئی کسی کی بیوی نہیں ہوتی،صرف رات بھر کے لیے۔نوشابہ نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔"جب ایک سا کھانا کھاتے کھاتے اور ایک سا لباس پہنتے پہنتے طبیعت اکتا سکتی ہے تو ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت کے ساتھ رہتے رہتے بھی طبیعت اکتا سکتی ہے۔"وہ کچھ ٹھہری۔"چھپ کر گناہ کرنے سے کیا یہ اچھا نہیں کہ گناہ زندگی کی ایک ضرورت سمجھ کر کیا جائے۔اس میں کتنا رومانس ہے۔کتنا مزہ ہے۔"(۱۰)

جس طرح بھوک اور غربت انسان سے غیر اخلاقی حرکات و جرائم سرزد کرواتی ہے اسی طرح دولت کی فراوانی بھی انسان کو راہ راست سے بھٹکا سکتی ہے۔جب انسان کے پیٹ کی بھوک ختم ہو جائے تو اس کی بانہوں کو بھوک لگنے لگتی ہے۔انسان آسائشات میں مصروفیات ڈھونڈنے لگتا ہے جو اسے تباہی کی طرف دھکیل دیتی ہیں۔ڈاکٹر خالد اشرف لکھتے ہیں کہ:

"یہ واقعہ پاکستان کی پابند فضا اور اخلاقی سخت گیری کو دیکھتے ہوئے غیر حقیقی محسوس ہوتا ہے لیکن اس طبقے کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ممکن بھی نہیں کہ جو ضروریات زندگی کے با آسانی پوری ہو جانے اور دولت و قوت کی زیادتی کے باعث ذاتی زندگی میں یکسانیت کا اس بری طرح شکار ہو جاتا ہے کہ اس کی زندگی ہر طرح کے تعیشات کی افراط کی بدولت نئے پن کے تمام امکانات کھو بیٹھتی ہے۔چنانچہ وہ انتہائی رازداری کے ساتھ اس قسم کے تجربے کر سکتا ہے۔(۱۱)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

"جانگلوس" کردار و واقعات کا وہ جنگل ہے جہاں پر ہر نوع کا کردار اور انوکھے واقعات دیکھے جاسکتے ہیں۔اس ناول میں رشوت، قتل و غارت، اغوا، غیر قانونی الاٹمنٹس، زنا اور رسہ گیری جیسے جرائم ہر سُو پھیلے ہوئے ہیں۔شوکت صدیقی نے اس ناول میں جاگیر دارانہ نظام پر شدید چوٹ کی ہے۔اس ناول کے ذریعے جاگیر داروں کی نجی زندگی کو بڑے احسن انداز میں آشکار کیا گیا ہے۔اردو ادب میں شاید ہی کوئی ایسا ناول ہو جس نے جاگیر داروں اور وڈیروں کی زندگیوں کو اتنے بڑے پیمانے پر موضوع بحث بنایا ہو۔

شوکت صدیقی نے "جانگلوس" میں زبان و بیان کے نت نئے تجربات بھی کیے ہیں۔"جانگلوس" کا اسلوب ان کے دوسرے ناولوں کے اسلوب سے مختلف ہے۔انہوں نے اس ناول میں کرداروں کی حیثیت اور مقام و مرتبے کے مطابق ٹھیٹھ پنجابی الفاظ بھی استعمال کیے ہیں۔مکالموں میں حقیقی رنگ بھرنے کے لیے بعض جگہوں پر الفاظ کی املا غلط لکھی گئی ہے جیسے قتل کی بجائے کتل۔یہ اس لیے کہ انہوں نے پنجاب کے سادہ اور ان پڑھ دیہاتیوں کی زبان کو بھی ناول میں جگہ دی ہے۔ادیب سہیل لکھتے ہیں کہ:

> "انہوں نے جانگلوس کو حقیقی رنگ دینے کے لیے اور قارئین کو دیہی ماحول سے قریب تر کرنے کا احساس دلانے کے لیے اس کے مکالموں میں روزمرہ کی ان بولیوں، لفظوں اور محاوروں کو بھی استعمال کیا ہے جو وہاں زبان زد خلائق ہیں۔اس ضمن میں ان کی مخلصانہ مساعی کامیاب کہی جاسکتی ہے۔"(۱۲)

مجموعی طور پر "جانگلوس" ایک خوب صورت ناول ہے جس میں دیہی زندگی کو اس کی تمام تر جزیات سمیت بیان کیا گیا ہے۔مصنف نے دیہی زندگی کی محرومیوں اور یہاں بسنے والے ناخداؤں کے ظلم و ستم کو نہایت عمدہ انداز میں بیان کیا ہے۔س

حوالہ جات

۱۔ممتاز احمد خاں، ڈاکٹر "اردو ناول کے چند اہم زاویے" انجمن ترقی اردو، کراچی، ۲۰۱۶ء، ص ۱۷۷

۲۔شوکت صدیقی "جانگلوس" جلد اول، رکتاب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۶، ص ۵۶۸

۳۔ایضاً، ص ۵۱۸

۴۔حنیف فوق، ڈاکٹر "شوکت صدیقی ایک مطالعہ" مشمولہ قومی زبان کراچی، جلد ۷، شمارہ ۴، اپریل ۱۹۹۸ء، ص ۹۳

۵۔شوکت صدیقی "جانگلوس" جلد اول، رکتاب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۶، ص ۴۲۲، ۴۲۱

۶۔ایضاً، ص ۴۸۱

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

۷۔ خالد اشرف،ڈاکٹر "برصغیر میں اردو ناول" ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، ۱۹۹۴، ص ۱۲۱، ۱۲۰

۸۔ شوکت صدیقی "جانگلوس" جلد سوم، رکتاب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۶، ص ۵۱۹

۹۔ شوکت صدیقی "جانگلوس" جلد اول، رکتاب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۶، ص ۲۵۵

۱۰۔ ایضاً۔ ص ۳۰۹

۱۱۔ خالد اشرف،ڈاکٹر "برصغیر میں اردو ناول" کتابی دنیا، دہلی، ۲۰۰۳ء، ص ۱۲۰

۱۲۔ شوکت ادیب سہیل "شوکت صدیقی اپنے فن کے آئینے میں" مشمولہ سہ ماہی "روشنائی"، کراچی، جلد ۷۔۸ (۲۸۔۲۹) جنوری تا جون ۲۰۰۷ء، ص ۱۸۲، ۱۸۱